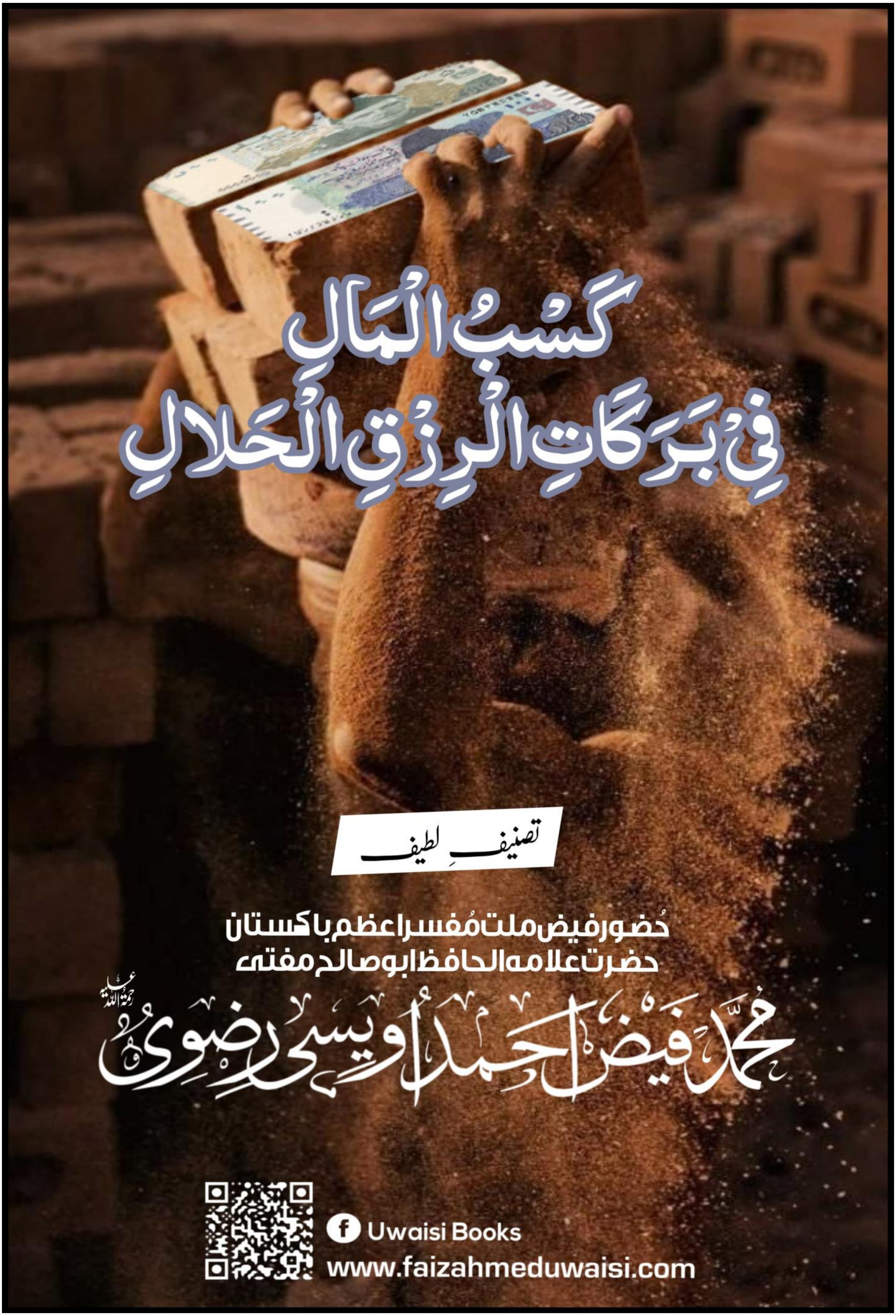


كسبُ المالِ فِی برکاتِ الرزقِ الحلالِ

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مُفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ

Uwaisi Books
www.faizahmeduwaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ للهِ الْعَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اِمَامِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

امابعد! یہ رسالہ برکاتِ رزق حلال ہدیۂ ناظرین ہے بالخصوص ان لوگوں کے لئے جو رِزق حلال کے مُتَلَاشِیْ (ڈھونڈنے والے) ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ دُعاء اور عبادت کی قُبولیت کا دار و مدار حلال روزی پر مؤقُوف ہے۔

اس رسالہ میں ایک آیت اور چند احادیث مبارکہ اور حکایات اور چند ضروری مسائل ہیں۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

باب ا

حلال طریقے سے روزی کمانا اور رزق تلاش کرنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی بڑی تاکید کی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا [1]

ترجمہ: اور کھاؤان چیزوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخشی (عطاء کی) ہیں حلال اور پاکیزہ۔

فائدہ: اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے جو چیزیں پیدا فرمائی ہیں ان میں سے وہ چیزیں کھانے پینے اور اپنے استعمال میں لائی جائیں جو حلال بھی ہوں اور پاکیزہ بھی یعنی پاک اور طیِّب پھر اُن کے حُصول کے لئے ذرائع و وسائل بھی وہی اختیار کئے جائیں جو حلال اور جائز ہوں کیونکہ دین و دنیا اور آخرت کی بھلائی اور سَعادت اسی میں پوشیدہ (چھپی ہوئی) ہے۔ حلال کمائی کرنے والا سب کی نظروں میں محبوب اور پیارا ہوتا ہے اللہ بھی اس کو اپنا محبوب اور پیارا بناتا ہے اور وہ جو عبادت کرتا ہے اسے قَبول فرمالیتا ہے۔

احادیث مبارکہ: (ا) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ۔ [2] (رواہ البیہقی)

---

[1]) البقرة: 168

[2]) (السنن الكبرى، كِتَابُ الْإِجَارَةِ، بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدَيْهِ، 211/6، الحديث 11695 ، دار الكتب العلمية، بيروت–لبنات، الطبعة: الثالثة، 1424 ھ 2003 م)

یعنی اللہ کے فرض کے بعد حلال روزی حاصل کرنا فرض ہے۔

(۲) صحیح مسلم کی ایک حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ دُعاء اور عبادت کی قُبولیت کا دار و مدار حلال روزی کے حُصول اور استعمال پر موقوف ہے۔ اسی لئے کہا جاتاہے کہ دُعاء کے دو بازو ہوتے ہیں (۱) اَکْلِ حَلَالْ (۲) صِدْقِ مَقَالْ یعنی حلال اور پاکیزہ کمائی اور سچ بولنا۔

(۳) رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے پاکیزہ کمائی کھائی اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق عمل کیا اور لوگوں کو اپنی ایذاء رَسانی (تکلیف پہنچانے) سے امن میں رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ [3]

(۴) جامع ترمذی، ترغیب و ترہیب اور مُسند احمد میں حضور ﷺ کا فرمان اسی طرح ہے جب تم میں چار باتیں موجود ہونگی تو دنیا کے چھوٹ جانے سے کوئی حرج نہ ہوگا۔ (۱) امانت کی حفاظت (۲) بات کی سچائی اور حق گوئی (۳) اچھی عادت (۴) کھانے پینے میں پاکیزگی یعنی پاکیزہ روزی۔ [4]

(۵) ترغیب و ترہیب میں حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب اس آیت کی تلاوت کی گئی:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا

ترجمہ: اے لوگو! تم زمین کی پیداوار میں سے حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔

تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دُعاء فرمادیجئے کہ وہ مجھے مُسْتَجَابُ الدَّعْوَاتْ بنادے یعنی (اللہ عزوجل) میری (دعاء) قبول کیا کرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے سعد حلال کمائی کھاؤ تو تم مُسْتَجَابُ الدَّعْوَاتْ (وہ شخص جسکی دعاء بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت پائے) ہو جاؤ گے یعنی تمہاری دُعاء قبول ہوگی۔ [5]

فوائد

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ نبی ﷺ کی ہر دُعاء مُستَجَاب (قبول) ہوتی ہے بلکہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستجاب الدعوات بنانا ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ مستجاب گر (مُستجاب بنانے والے) ہیں۔

---

[3] (سنن الترمذي، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ، بَابٌ، 669/4، الحديث 2520، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

[4] (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مُسْنَدُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ (1) رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، 233/11، الحديث 6652، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

[5] (الترغيب والترهيب، كتاب الْبيُوع وَغَيرهَا التَّرْغِيب فِي الِاكْتِسَاب بِالْبيعِ وَغَيره، 345/2، الحديث 2664، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1417)

(۲)اختیارِ کل بھی خَتمُ الرُّسُل ﷺ کے لئے ثابت ہو اور نہ حضور ﷺ ایسے دعا مانگنے سے انکار کرتے جس سے شرک کا وہم پیدا ہوتا ہے۔

(۳)حلال رِزق کی فضیلت تو خود واضح ہے۔

(۴)رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بندے سے چار چیزوں کے بارے میں سوال پوچھا جائے گا(۱)عمر کہاں گنوائی ؟(۲)جوانی کہاں صَرْف کی(۳)مال کو کہاں سے کمایا(۴)جو علم سیکھا اس پر عمل کتنا کچھ کیا۔[6] (ترمذی بیہقی)

(۵)رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا سبز اور شیریں ہے جو شخص حلال ذریعہ سے کماتا ہے اور مناسب اور جائز جگہ پر صَرْف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بہتر بدلہ دے گا اور اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔[7]

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن جو سوالات ہوں گے ان میں رِزقِ حلال کے متعلق بھی سوال ہوگا اگر جواب مثبت ہوگا تو اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اور جنت میں داخل فرمائے گا۔

اسباب رِزقِ حلال: حلال رِزق کے اَسباب بہت سے ہیں۔

فضائلِ تجارت

(۱)رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ[8]

یعنی جو اپنے قوتِ بازو سے کما کر کھاتے ہوں وہ سب سے پاکیزہ روزی ہے۔

(۲) صحیح بخاری میں ہے کہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھانا سب کھانوں سے بہتر ہے اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔[9]

(۳)تجارت یعنی خرید و فروخت کے سلسلہ میں حضور ﷺ نے اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ تجارت کرنے والے سچ بولیں اور اگر کسی چیز میں کوئی عیب یا نُقص ہے تو بَرمَلا(کھلم کھلا)اسے بیان کریں اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے کاروبار میں برکت ہوگی۔[10]

---

[6] (سنن الترمذي، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ، بَابٌ فِي الْقِيَامَةِ، 612/4، الحديث 2417 ، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

[7] (شعب الإيمان، كتاب الجهاد، قبض اليد عن الاموال، 368/7، الحديث 5139 ، مكتبة الرشد للنشر، الطبعة: الأولى، 1423 هـ 2003 م)

[8] (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ ، بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الوَالِدَ يَأْخُذُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ، 631/3، الحديث 1358 ، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

[9] (صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، 57/3، الحديث 2072 ، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

[10] (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْبُيُوعِ ، بَابُ مَا جَاءَ فِي البَيِّعَيْنِ بِالخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، 540/3، الحديث 1246 ، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

(۴) صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر بیچنے والے سچ بولیں گے اور اپنی چیزوں کے عیب و نُقص کو بیان کر دیں تو اُن کی تجارت میں برکت ہو گی۔[11]

فائدہ: حلال روزی حاصل کرنے کے بہت سے طریقے ہیں ان میں تجارت کے علاوہ زراعت، صنعت و حِرفَتْ (ہنر) اور ملازمت وغیرہ ہیں۔ محنت مزدوری کا کوئی بھی طریقہ ہو اس میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جو کلام بھی کیا جائے نہایت خُلوص، اَمانت اور دِیانت داری سے کیا جائے۔ معاملات میں سچائی ہو اگر سچائی امانت اور دیانت کو اختیار کیا گیا تو کاروبار میں بھی برکت ہو گی اور اس طرح حاصل کیا ہوا رِزق انسان میں سعادت پیدا کرے گا اور وہ اس کے اور اس کے اہلِ خانہ کے لئے بھی باعثِ برکت ہو گا اور آخرت میں اس کے لئے نجات کا باعث بنے گا۔

فائدہ: تجارت اس طریقے سے کی جائے کہ جو جائز حلال اور پاکیزہ ہو اُن ذرائع کو استعمال کیا جائے جو خود حلال اور پاکیزہ ہوں۔ ان اشیاء کی خرید و فروخت کی جائے جو پاک اور حلال ہوں نیز خرید و فروخت کے دوران اللہ تعالیٰ کی یاد یعنی نماز وغیرہ کی سخت پابندی کی جائے اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا جائے تو اس طرح اِنْفِرَادِیْ (یعنی تاجر) اور اجتماعی (یعنی تجارکی) معیشت بہتر ہو جائے گی اور معاشرہ بھی خوشحال ہو جائیگا۔

فضائلِ محنت و مزدوری: مزدوری کر کے روزی کمانا ہی رِزقِ حلال ہے اور اِسی میں عظمت و بڑائی ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندے رِزقِ حلال محنت و مزدوری کر کے حاصل کرتے تھے بڑے بڑے اَنبیاء (علیہم السلام)، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبعِ تابعین، ائمہ دین، محدثین، اُولیاء اللہ، بزرگانِ دین اور صالحین نے مختلف کام کر کے روزی حاصل کی۔

(۲) رسول اکرم ﷺ نے ساری زندگی محنت و مزدوری کر کے حلال روزی حاصل کی۔ رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سی کمائی پاکیزہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاتھ کی کمائی یعنی کہ محنت اور ہر وہ سچی تجارت جس میں دھوکہ اور فریب نہ ہو۔

(۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم تجارت کو زیادہ پکڑو اس میں تمہاری روزی کے زیادہ حصے ہیں۔[12]

فائدہ: ایسا تاجر جو صَدَاقَتْ، دِیَانَتْ اور اَمَانَتْ سے کام کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اور وہ قیامت کے دن انبیاء، صدّیقِیْنْ اور شُہداء کی جماعت میں شامل ہو گا۔

خلاصہ: یہ کہ حلال ذرائع سے حاصل کی ہوئی روزی دنیا میں انسان کے لئے خیر و برکت کا ذریعہ ہو گی اس کے لئے سُکون وِ اطمینان کا وسیلہ ہو گی اور آخرت میں رب کی رضا اور حُصولِ جنت کا ذریعہ ہو گی اور جو لوگ رِزقِ حلال کو اپنی تجارت کا زورین (طاقتور) اُصول بتاتے ہیں۔

---

[11] (صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب إذا بين البيعان ولم يكتما، 58/3، الحديث 2079، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

[12] (إحياء علوم الدين، كتاب آداب الكسب والمعاش، 62/2، الناشر: دار المعرفة بيروت)

(۴)رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ[13]

یعنی سچاامانت دارتاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقین(سچوں)اور شہیدوں کے ساتھ اُٹھایاجائے گا۔

فضائل رِزقِ حلال کی دیگر روایات:

(۱)حضوراکرم ﷺ کاارشادِ گرامی ہے کہ حرام کی کمائی سے پَرْوَرِش پایاہوا جسم اس قابل ہے کہ اسے جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے۔[14]

ایک دوسری حدیث مبارکہ ہے کہ ایک لقمہ حرام کی بدولت چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔[15]

(۲)آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایاکہ وہ شخص جونہایت عجز وانکساری سے اور پریشان حالی میں خدا سے دُعاءمانگتا ہے لیکن اس کا کھاناحرام اوراس کا پہننا حرام ہے پھراس کی دُعاء کیسے قبول ہوسکتی ہے۔[16]

درسِ عبرت: حضوراکرم ﷺ کے ان ارشاداتِ گرامی اور قرآنِ حکیم کے فرمان سے رِزقِ حلال کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتاہے کہ اسلام نے رِزقِ حلال کو کتنی اہمیت دی ہے۔رِزقِ حلال انسان کے معاشی نظام کاایک بنیادی اُصول ہے۔اسلام کو یہ بات قطعی گوارا نہیں ہے کہ کوئی شخص بغیر محنت کے کچھ حاصل کرلے،دوسروں کا حق مارے،غلط طریقے سے یادوسروں کا نقصان کرکے یاان کا حق چھین لے اور اپنی تجوریاں بھرتارہے۔سود کوا گراسلام نے حرام اور خدااوراس کے رسول سے جنگ قرار دیاہے تواس کی وجہ یہ بھی ہے کہ انسان محض سرمائے کی بدولت بغیر محنت کئے دولت کماتاہے اور وہ دولت جس کے کمانے میں خون پسینہ ایک نہ کیا جائے انسان کواس کی کوئی قدر نہیں ہوتی اور وہ اس قسم کی دولت کو بے دردی سے اور بے دَرِیْغ(بغیر غم کے)لُٹاتاہے اور اس کے مَصْرِف(خرچ کرنے کی جگہ)میں جائزاور ناجائز کی تَفْرِیق(فرق) بھی نہیں کرتا جس کا نتیجہ یہ ہوتاہے کہ معاشرے میں متعدد بُرائیاں پھیلتی ہیں اور ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر دولت پیدا کرنے کے ناجائزاور غلط طریقےاختیار کرکے دوسروں کی مجبوری سے فائدہ اُٹھانےاور وسائل پیداوارپر بغیر محنت کے قبضہ کرلینے کارُ جحان فَرَوغ(عروج) پاتاہے۔

(۳)حضورنبی کریم ﷺ کاارشادِ مبارک ہے: اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ[17]

---

13) (سنن الترمذي،أَبْوَابُ الْبُيُوعِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي التُّجَّارِ ،3/507،الحديث 1209 ، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر،الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

14) (شرح السنة، كتاب البيوع، بَابُ الْكَسْبِ وَطَلَبِ الْحَلالِ.،8/9،الحديث 2029 ، المكتب الإسلامي دمشق، بيروت ، الطبعة: الثانية، 1403هـ 1983م)

15) (كنز العمال،كتاب البيوع ،الفصل الأول: في فضائل الكسب الحلال،4/15،الحديث 9266،مؤسسة الرسالة،الطبعة: الطبعة الخامسة، 1401هـ/1981م)

16) (شعب الإيمان،الرجاء من الله تعالى،2/388،الحديث 1118 ، مكتبة الرشد للنشر،الطبعة: الأولى، 1423 هـ 2003 م)

17) (روح البيان،سورت الطلاق تحت آیت 3،،10/33، دار الفكر بيروت)

نوٹ:مذکورہ الفاظ سے ہمیں کوئی حدیث نہیں مل سکی،البتہ مفسرین نے اسے بغیر سند کے ذکر کیا جیساکہ حاشیہ الشھاب علي تفسير البيضاوي=عنايہ القاضي وكفاية الراضي وغیرہ میں:

یعنی محنت کرنے والا خدا کا پیارا ہے۔

(۴) حضور ﷺ کا یہ بھی ارشادِ گرامی ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ قیامت کے روز وہ اپنے چہرے پر گداگری(بھکاری) کا داغ لئے ہوئے آئے۔[18] یہ بھی آپ ﷺ ہی کا فرمان ہے کہ اُوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور یہاں بھی آپ ﷺ نے سوال کرنے اور دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے منع فرمایا ہے۔[19]

حکایت: ایک صحابی نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی غُربت کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اسے ایک کلہاڑی اور رسی دے کر فرمایا کہ جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچ کر اپنا رِزق کماؤ۔[20]

فائدہ: گویا اسلام کے نزدیک حُصولِ معاش کے لئے محنت، کوشش اور جدوجہد کرنے کو اَوّلِیَّتْ(پہل) حاصل ہے ایسے تمام ذرائع جو اسلام کے اس بنیادی تعلیم کی نفی کرتے ہوں حرام کے زُمرے میں آتے ہیں۔ کسبِ معاش کے لئے کوئی سا بھی پیشہ اختیار کیا جا سکتا ہے لیکن بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کے مُنَافِی(خلاف) نہ ہو۔

بنیادی نقصان: جب معاشرے میں جائز و ناجائز کا امتیاز اُٹھ جائے حلال و حرام کی تفریق ختم ہو جائے اور محض دولت کمانا ہی مقصود بن کر رہ جائے تو پھر وہ تمام بُرائیاں سر اُٹھاتی ہیں جن کا آج ہمارے معاشرے کو سامنا ہے۔ یہ ذخیرہ اندوزی یہ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کا تباہ کن رُجحان یہ گراں فروشی(مہنگا بیچنا) ناجائز منافع خوری یہ رشوت دینے اور لینے کا رُجحان جس کے ذریعے ناجائز کام نکلوائے جاتے ہیں راتوں رات امیر بن جانے کے لئے اسمگلنگ(Smuggling) اور گراں(مہنگی) قیمت منشیات کی خرید و فروخت دھوکہ دہی کے ذریعے دوسروں کے حقوق اور مال و مَتَاعْ(سامان) پر قبضہ کرنے کے واقعات اور اسی نوع(قسم) کی دوسری بُرائیاں یہ سب کیوں فروغ(عروج) پا رہی ہیں کیوں ہمارا قانون اور ان کے اِنْسِدَادْ(بندش) اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ان کے سامنے بے بس ہیں۔ معاشرے میں یہ رُجحان کیوں تَقْوِیَتْ پکڑ رہا ہے کہ کوئی جائز کام بھی رِشوت اور سفارش کے بغیر ممکن نہیں ہے عوام کا ایک بڑا طبقہ کیوں یہ سوچ اپنا رہا ہے کہ دولت کمانے کے لئے ناجائز ذرائع اختیار کئے بغیر چارہ کار(علاج) نہیں ایسا کیوں ہوتا ہے کہ اچانک اور بِلا سبب روزمرہ استعمال کی کوئی چیز بازار سے غائب ہو جاتی ہے۔ رَسَدْ و طلبْ(معیشت کی اصطلاح) کا توازن درہم برہم ہو جاتا ہے عوام بِلْبِلا اُٹھتے ہیں۔ کُھلے بازار میں جو چیز ہاتھ نہیں لگتی بلیک(Black) اور چور بازار میں وہ جتنی مقدار میں چاہیے دستیاب ہو جاتی ہے یہ صرف اس لئے کہ ہمارے معاشرے میں رِزقِ حلال کا تصور بڑی بُری طرح مَجْرُوحْ(گھایل) ہوا ہے حُصولِ دولت کا ایک غیر صحت مند جذبۂ مسابقت اس تیزی سے فروغ پا رہا ہے کہ حلال و حرام کی تمیز ختم ہوتی جا رہی ہے۔

---

18) (سنن ابن ماجه، كِتَابُ التِّجَارَاتِ . بَابُ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ، 740/2، الحديث 2198 . دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي)

19) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الزَّكَاةِ . بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ المَسْأَلَةِ، 55/3، الحديث 680 . شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر. الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

20) (سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب ما تجوز فيه المسألة، 81/3، الحديث 1641 . دار الرسالة العالمية. الطبعة: الأولى، 1430 هـ 2009 م)

بددیانت تاجر طبقہ اشیائے خوردنی میں مضرِ صحت (صحت کو نقصان دینے والی) اجزاء کی ملاوٹ کرکے پوری قوم کی صحت کو برباد کرنے سے نہیں چوکتا۔ ذخیرہ اندوزی کے ذریعے عوام کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے۔

ازالہ وھم: رِزقِ حلال کے معاملے میں ہم اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ صرف رشوت، ذخیرہ اندوزی، گراں فروشی (مہنگا بیچنا)، چور بازاری اور ملاوٹ سے ہی ہم رِزقِ حرام کمانے کے مرتکب ہوتے ہیں حالانکہ کسبِ معاش کے لئے کوئی بھی ذریعہ اختیار کیا جائے اگر کوئی شخص اس کے تقاضے پورے نہیں کرتا اور وہ فرائض جن کی ادائیگی کے عوض اسے مُعاوضہ یا مشاہرہ دیا جاتا ہے اگر وہ پوری ذمہ داری اور دیانت داری سے ادا نہیں کرتا تو وہ بھی رِزقِ حرام کمانے کا مرتکب ہوگا۔

اگر ایک ملازم وقتِ مقررہ پر اپنا کام شروع نہیں کرتا اور اسے مقررہ وقت کے اندر مکمل نہیں کرتا تو جس وقت کا معاوضہ اس شخص نے وصول کیا ہے وہ اس کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا یوں وہ رِزقِ حرام کا مرتکب قرار پاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کسبِ معاش کے سلسلے میں جو بھی شخص عوض و معاوضہ کے طے شدہ اُصولوں سے اِنْحِراف (عدولِ حکمی) کرتا ہے وہ اتنا ہی مجرم ہے جتنا ایک راشی (رشوت لینے والا) ملازم ایک ذخیرہ اندوز تاجر اور ایک گراں فروش (مہنگا بیچنے ولا) دکاندار۔ ظاہر ہے یہاں دفتری ضابطوں کا اطلاق اتنا مؤثر ثابت نہیں ہو سکتا جتنا ذمہ داری کا احساس اور دنیا و آخرت میں جواب دہی کا خوف۔

مذہبی معلومات اس معاملے میں بڑی مددگار ثابت ہو سکتی ہے ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں رِزق حلال کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے اور حلال روزی کو کمانا اپنی زندگی کا محوَر و مرکز بنانا چاہئے۔ اس کے بغیر کوئی نیکی خدا کے حضور قبولیت کا شرف نہیں حاصل کر سکتی۔

حکایت: ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک نہایت عبادت گزار اور نیک بندے سے پوچھا کہ اے بندۂ خدا تو کس طرح گزر بسر کرتا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں سارا دن ساری رات عبادت کرتا ہوں اور میرا بھائی میرے لئے کماتا ہے اور میں کھاتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اصل عبادت تیرا بھائی کرتا ہے۔[21]

اس حکایت کا اصل مقصد یہ ہے کہ رِزق حلال بھی عبادت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی رِزق حلال کمانے پر بہت زور دیا ہے۔ خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے دوسرے مسلمان بھائی کا خون مال اور عزت اسی طرح احترام اور عزت کے لائق ہے جس طرح یہ دن یہ مہینہ اور یہ جگہ قابلِ احترام ہے۔[22]

حلال مال یہ ہے کہ آپ نے رشوت سے نہ کمایا ہو ملک و قوم کو نقصان پہنچا کر نہ کمایا ہو ناجائز منافع کے طور پر نہ کمایا ہو۔ یعنی چیز کی اصل قیمت سے زیادہ دینا اور لینا دھوکہ دہی سے لینا اور ایسا مال جس پر آپ کا کوئی حق نہیں مگر آپ کے پاس اَمانتاً آیا اور آپ نے اسے کھالیا۔

---

[21] (إحیاء علوم الدین، کتاب آداب الکسب والمعاش، 62/2، الناشر: دار المعرفة بیروت)

[22] (المعجم الکبیر، حُجَیْرٌ أَبُو مَخْشِيٍّ، 34/4، الحدیث 3572، دار النشر: مکتبة ابن تیمیة القاھرة)

یعنی ملک اور قوم اور علاقے کی ترقی اور فلاح و بہبود کا پیسہ اور مال آپ کھا جائیں یا اپنے ذاتی فائدے کے لئے حاصل کریں تو وہ رزقِ حلال نہیں رہے گا۔ اسلام نے زکوٰۃ کا نظام قائم کیا ہے تاکہ معاشرہ میں اِعتدال (میانہ روی) رہے اور سود کو حرام قرار دیا کہ اس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی کوئی عبادت قبول نہیں جو حرام کھائے گویا حرام مال کھانے کے بعد کسی قسم کی پارسائی اور نیکی قبول نہیں ہوتی بلکہ ضائع ہو جاتی ہیں بلکہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسلام اور حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر قسم کے ناجائز مال کو کھانا چھوڑ دیں اور اپنے پاکستان سے رشوت، کام چوری، دھوکہ دہی اور فَحاشی (بے حیائی) کا خاتمہ کریں۔

انتباہ: جتنا خدار سیدہ اُولیاء کاملین رحمہم اللہ تعالیٰ گزرے ہیں اور بھی جتنے پیدا ہوں گے سوائے اکلِ حلال (حلال کھانے) اور صِدقِ مَقَال (سچ کہنے) کے کمال کو نہیں پہنچے گویا اکلِ حلال اور صِدقِ مَقَال ولایت میں پرواز کے دو پر ہیں جب تک یہ نہ ہوں پرواز نہ ہو سکے گی گویا یہ دو عمل ولایتِ الٰہی کے اَصْلِ الاُصول (اصل کے بھی اصل) ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قبولیتِ اعمال کے لئے حلال کمانا اور کھانا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مُفلس کون ہے؟ کہا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ روپیہ ہے نہ سامان۔ فرمایا کہ میری اُمت میں وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس نے کسی کو گالی دی ہو گی اور کسی پر تہمتِ زنا لگائی ہو گی اور کسی کا مال خورد برد (بے جا تصرُّف) کر لیا ہو گا اور کسی کا خون کیا ہو گا اور کسی کو مارا پیٹا ہو گا پھر اس کو اس کے حسنات دیں گے اسی طرح دوسرے کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی اگر وہ حسنات قبلِ حکمِ آخیر کے فنا ہو جائیں گی تو ان کی خطائیں لے کر اس شخص پر ڈال دی جائیں گی پھر اسے آتشِ جہنم (جہنم کی آگ) میں پھینک دیں گے۔[23] (مسلم)

اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ حُقوق العِباد کا مؤاخذہ بہت سخت ہو گا کوئی یہ سمجھے کہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ بجا لانے سے حُقوق العِباد کا مطالبہ نہ ہو گا تو یہ کسی کی غلطی فہمی ہے بلکہ حُقوق العِباد سے متعلق مظالم کے عوض مذکورہ کی ساری حسنات (نیکیاں) مظلوم کو دی جائیں گی یہ خالی ہاتھ رہ جائے گا اور اگر حسنات باقی نہ رہے تو مظلومین اور اہلِ حقوق کی سَیِّات (گناہ) اس کے گلے باندھ کر اس کو دوزخ میں ڈال دیں گے۔ اس میں یہ بات ہے کہ حُقوق العِباد میں نہ عفو (در گزر) ہو گا اور نہ سفارش ہو گی یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلومین کو راضی کر دے۔

ایک حدیث شریف میں فرمایا ہے سب سے بدتر درجہ میں قیامت کے دن وہ بندہ ہو گا جس نے اپنی آخرت دوسروں کی دنیا کے پیچھے تباہ کر دی۔[24]

---

23) (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم، 1997/4، الحدیث 2581، دار إحیاء التراث العربي بیروت)

24) (سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب إذا التقی المسلمان بسیفیهما، 612/4، الحدیث 3966، دار إحیاء الکتب العربیة فیصل عیسی البابي الحلبي)

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ جو سفر کرتا ہے پراگندہ بال غُبار آلودہ ہے اپنے ہاتھ طرفِ آسمان کے کرکے کہتا ہے اے رب میرے اے میرے رب میری حاجت روائی کرنا مشکل کشائی فرما۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کا کھانا پینا اور لباس حرام ہے اور حرام کے ساتھ وہ پرورش کیا گیا ہے ایسے شخص کی دُعاء کہاں سے قبول کی جائے۔[25] (صحیح مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا کھانا پینا اور لباس مالِ حلال سے ہونا چاہیے تاکہ اس کی دعائیں رنگ لائیں مسلمان کو قبولیتِ اعمال کے لئے حلال کمانا اور کھانا ضروری ہے۔

علماء و مشائخ سے اپیل: رِزقِ حلال ہی روحانی ترقی کی کُنجی ہے آپ حضرات دین واسلام کی کشتی کے مَلّاح کشتیبان ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کا رزق خزانہ غیب سے عطا فرمارہا ہے۔ یہ بھی آپ پر اس کا خاص کرم ہے لیکن محض خَلقِ خدا کی رہبری کے لئے کسی شعبۂ کسبِ حلال کو ظاہری طور ضرور ذریعہ بنائیں تاکہ اُمتِ حبیبِ خدا ﷺ میں کسبِ حلال کی عادت پیدا ہو جائے۔ آپ حضرات کی عزت و عظمت مُسَلَّمْ ہے لیکن سادات انبیاء کاملین اولیاء سالکین سے یقیناً آپ کی عزت و عظمت بڑھ کر نہیں لیکن ان حضرات نے کسبِ حلال کو ذریعۂ معاش بنایا اگرچہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ان کی نظر ہی خود کیمیا تھی کہ وہ مٹی پر ایک نگاہ ڈالتے تو مٹی سونا بن جاتی اس کے باوجود اُنہوں نے کسبِ حلال پر زندگیاں بسر کیں۔ تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ "کسبُ الاَنبیاء"

کسبِ معاش کے اسباب: فقیر کے سابق بیان سے ثابت ہوا کہ کسبِ معاش سے بڑھ کر اور کوئی عبادت نہیں اور آج کل مسلمان کسبِ معاش میں دوسری قوموں سے پیچھے نہیں۔ ہر ملک اور ہر علاقہ میں مسلمان دنیوی اُمور میں کسبِ معاش کے شعبہ پر نمایاں نظر آتا ہے لیکن پھر اس میں خرابی یہ ہے کہ کسبِ معاش میں شرعی اُمور کو مدِ نظر نہیں رکھا جاتا دوسری قوموں کی طرح جیسے ہی دنیا ہاتھ میں آئے ہی آئے حلال و حرام کا کوئی امتیاز نہیں۔ اسی لئے فقیر اُویسی غفرلہ' اپنے مسلمان بھائی سے اپیل کرتا ہے کہ وہ معاش کے اسباب کے شرعی احکام اپنے شہر یا علاقہ کے کسی مُعْتَمَدْ سُنّی عالم دین سے کسبِ معاش کے اُصول سیکھیں جس شعبہ میں کام کرنا چاہتے ہیں اس کے شرعی احکام ذہن نشین فرمائیں مثلاً تجارت کا کام کرنا، تجارت کے احکام، ملازمت کرنی ہے تو اس کے احکام وغیرہ وغیرہ۔ فقیر ذیل میں چند غلط اور حرام اُمور کی نشاندہی کرتا ہے انہیں پڑھ کر حرام روزی کمانے سے بچیں۔

ملاوٹ: کھانے پینے یا دیگر اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کر کے تجوریاں بھرنا خطرناک فعل ہے اس لئے کہ ملاوٹ شدہ اشیاء سے انسانی صحت بُری طرح متاثر بلکہ بسااوقات ہلاکت کا مؤجِبْ (سبب) بن جاتی ہے۔ ملاوٹ شدہ اشیاء کے استعمال سے لوگ موت کے گھاٹ اُترتے دیکھے گئے۔ ملاوٹ کنندہ بھی ایسے ارتکاب سے ایک قسم کا قاتل ہے بلکہ زیادہ قابلِ سزا ہے۔

وعیدیں:

(۱) حضور اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو مسلمانوں کی جماعت سے خارج کر دیا ہے۔

---

[25] (صحیح مسلم، كِتَاب الزَّكَاةِ، بَابُ قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا، 703/2، الحديث 1015، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲)سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کا ایک شخص کے پاس سے گزر ہوا جو بعام بیچتا تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا تو وہ ملاوٹ والی نکلی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم میں سے نہیں جو ملاوٹ کرتا ہے۔[26] (سنن ابن ماجه، کتاب التجارات باب ٣٦)

(۳)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ غذا کے ڈھیر کے پاس سے گزرے اور آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا تو آپ کی انگلیوں کو نمی محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کے مالک سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ یہ نمی بارش میں بھیگنے کی وجہ سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو نے اسے اُوپر کیوں نہ رکھا (خریدنے سے پہلے) لوگ اسے دیکھ لیتے پھر آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔[27] (سنن ترمذی، کتاب البیوع باب ٧٢)

اس دوسری حدیث سے تو یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے ملاوٹ تو دور کی بات اگر کسی آسمانی یا ناگہانی آفت کی وجہ سے غلہ وغیرہ خراب ہو جائے تو غلے کے مالک کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اُوپر اُوپر تو صاف ستھرا مال رکھ دے اور اس کی آڑ میں نیچے خراب مال رکھ کر فروخت کرے۔

ذخیرہ اندوزی: ناجائز طریقے سے روزی کمانے کا ایک ذریعہ ذخیرہ اندوزی ہے۔ ذخیرہ اندوزی کرنے والا نہایت سنگ دل اور بے رحم ہوتا ہے اس کی بے رحمی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو کہ وہ لوگوں کی بنیادی ضروریاتِ زندگی کے لئے سرگرداں اور مضطرب وپریشان دیکھے اور اپنے پاس ان اشیاء کو ذخیرہ کرکے خزانے کے روایتی سانپ کی طرح اس پر پہرہ لگائے بیٹھا رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے لئے دنیا وآخرت میں سزا وعذاب کی وعید سنائی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ ذخیرہ اندوزی کرکے کھانے پینے کی اشیاء کی قلت کر دی اور مسلمانوں سے روک لیا اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ اور تنگ دستی میں مبتلا کر دے گا۔[28]

(سنن ابن ماجه کتاب التجارات باب٦)

کم تولنا: ایک شخص جب اپنی چیز کی پوری قیمت وصول کرتا ہے تو پھر اسے کسی قسم کا یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس چیز کو خریدنے والے کے حوالے کرنے سے گریز کرے۔

جو شخص تولتا یا ناپتا ہے وہ حقیقت میں بددیانتی کا مرتکب ہوتا ہے اور اس طرح ناجائز ذریعے سے اپنی کمائی میں حرام کی آمیزش (ملاوٹ) کرکے اپنے اوپر برکتوں کا دروازہ خود بند کر دیتا ہے ایسے شخص کے لئے قرآنِ کریم نے ہلاکت وبربادی کی وعید سنائی ہے۔

---

[26] (سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب النهي عن الغش، 749/2، الحديث 2224 ، دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي)

[27] (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْبُيُوعِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الغِشِّ فِي البُيُوعِ، 598/3، الحديث 1315 ، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

[28] (سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب الحكرة والجلب، 729/2، الحديث 2155 ، دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي)

خرابی ہے گھٹانے والوں کی جب خود ماپ لیں لوگوں سے تو پورا بھر لیں اور جب لوگوں کو بھر کر دیں تو گھٹا دیں کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اُٹھائے نہیں جائیں گے ایک بڑے دن کے لئے سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے (تمام جہانوں کے سب کے سامنے) جوابدہی کے لئے۔[29] (مطففین ۱-۶)

ایسے لوگ کیوں نہ ہلاکت اور بربادی کو دعوت دیں جو خود کو ناپ تول کے وقت پورا پورا تولتے اور ناپتے ہیں یہ لوگ دوسروں کے لئے کم تولتے اور ناپتے ہیں یہ لوگ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں قیامت کے دن خدا کے حضور پیش ہو کر جواب دہی کا یقین نہیں ہوتا۔ ورنہ اگر وہ صحیح مسلمان ہو اور انہیں یہ احساس ہو کہ انہیں ایک دن رب العالمین کے حضور پیش ہونا ہے تو وہ کبھی ایسا نہ کرتا۔

رشوت خوری: رشوت بہت سے جرائم کا مجموعہ ہے۔ یہ بددیانتی، حق تلفی اور ناانصافی، خود غرضی اور بدامنی پھیلانے جیسے ناقابل معافی جرائم پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہمارا معاشرہ اُس وقت تک اسلامی نہیں کہلا سکتا جب تک کہ رشوت کا مکمل طور پر خاتمہ نہ کر دیا جائے اور اُس وقت تک سچے مسلمان نہیں بن سکتے جب تک کہ رشوت دینے اور لینے سے باز نہ آجائیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات میں رشوت کے کاروبار سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: اور نہ کھاؤ آپس میں ایک دوسرے کا مالِ ناحق اور (بطورِ رشوت) نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ اس کے ذریعے تم ناجائز طور پر لوگوں کا کچھ مال ہڑپ کر جاؤ اور تم جانتے ہو۔[30] (بقرہ۔۱۸۸)

رسول اکرم ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔[31] (مسند احمد بن حنبل جلد ۲، ۱۶۴)

رشوت چاہے کسی بھی نام سے لی یا دی جائے وہ رشوت ہی ہے نام بدلنے سے وہ حلال نہیں ہو سکتا چاہے اسے تحفہ کہہ کر پیش کیا جائے یا مٹھائی کہہ کر لی جائے ہر حال میں رشوت ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قول منقول ہے:

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ العَزِيزِ: «كَانَتِ الهَدِيَّةُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً، وَاليَوْمَ رِشْوَةٌ»[32]

(صحیح بخاری کتاب الھبہ باب ۱۱)

---

[29]) (سورة المطففين (83) : آية 1 الى 6)

[30]) (سورة البقرة (2) : آية 188)

[31]) (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مُسْنَدُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، 391/11، الحديث 2417، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

[32]) (صحيح البخاري، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب من لم يقبل الهدية لعلة، 159/3، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

یعنی حضرت عمر بن عبد العزیز فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تحفہ تحفہ ہی ہوا کرتا تھا مگر آج کے دور میں یہ رشوت ہی ہے۔(اس تحفہ سے مراد وہ تحفہ ہے جسے کسی غرض سے کسی صاحبِ اختیار کو پیش کیا جائے)

اختیارات کا غلط استعمال: ملازم پیشہ طبقہ میں جو لوگ کچھ نہ کچھ اختیار رکھتے ہیں وہ عموماً اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے قوم و ملک کے قیمتی سرمائے کو گھن کی طرح چاٹ جاتے ہیں بڑے بڑے منصوبے اکثر اوقات اسی وجہ سے ناکام ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے لئے فراہم کردہ سرمایہ افسران کی آرام و آسائش پر خرچ ہو جاتا ہے۔ اگر کسی افسر کو یہ سہولت ملی ہوئی ہے کہ وہ سرکاری یا دفتری اُمور کی انجام دہی کے لئے حکومت کی صرف سے فراہم کردہ گاڑی استعمال کر سکتا ہے تو دیکھا گیا ہے کہ وہ صاحب اپنی نجی ضرورتوں کے لئے بھی استعمال کرتا ہے۔ بیگم کو شاپنگ کرانی ہو یا پھر دوستوں کے ساتھ سیر و تفریح یا اور کوئی خالصتاً ذاتی نوعیت کا کام ہو سرکاری گاڑی استعمال کی جاتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی کو کوئی اور سہولت حاصل ہے تو وہ ہر طرح سے کوشش کرتا ہے کہ اس سے جائز و ناجائز مفاد حاصل کرے یہ قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ملک و قوم کے سرمائے کو اس طرح ضائع کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہونی چاہیے اس سے دوسروں میں بھی مفاد پرستانہ خیالات جنم لیتے ہیں اور دیکھا دیکھی میں دوسرے لوگ بھی اسی راہ پر چل نکلتے ہیں۔

کام چوری: محنت و مشقت سے جو قومیں جی چُراتی ہیں اور سہل پسند بن جاتی ہیں وقت کی تلوار انہیں نیست و نابود کر دیتی ہے یہی قانونِ فطرت ہے اور تاریخ سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ محنت و لگن سے کام نہ کر کے وقت ضائع کرنا نہ صرف فرد کے لئے نقصان دہ ہے بلکہ اس سے قوم و وطن کو بھی نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔

دفتروں میں عموماً یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اہلکار بیٹھے گپیں مار رہے ہوتے ہیں، چائے نوشی کی جا رہی ہے یا پھر کسی اور طرح وقت ضائع کیا جا رہا ہے بلکہ اصل کام جو کرنے کا ہے یونہی پڑا ہوا ہے اس سے جہاں خود ایسے افراد کی صلاحیتوں کو زنگ لگ جاتا ہے وہیں ملکی اور ملی مفادات زنگ کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ میں اس کی قطعاً اجازت نہیں دی جا سکتی کہ جب ایک شخص اپنے وقت کا جو چھ سات گھنٹے ہیں پورا معاوضہ لیتا ہے اور کام صرف ایک دو گھنٹے کا کرتا ہے اور بعض اوقات تو کچھ بھی نہیں کرتا تو ایسے شخص کی کمائی کیونکر جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ معاشرے کی اصلاح تب ہی ممکن ہو سکتی ہے جب ہر آدمی چاہے وہ مزدور ہو یا کارخانہ دار، افسر ہو یا ماتحت ملازم اپنے فرائض دیانتداری سے انجام دیں اور اس میں کسی قسم کی سُستی اور تَساہُل کا مظاہرہ نہ کریں۔

اسلام ہمیں محنت اور اپنے ہاتھ سے کمانے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام نے کام کی عظمت کا درجہ بہت بلند رکھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے محنت کی کمائی کو سب سے افضل قرار دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین کمائی کمانے والے ہاتھ کی ہے جبکہ کام خلوص سے کیا جائے۔[33] (مسند احمد بن حنبل جلد ۳، صفحہ ۳۲۴)

---

[33] (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، 136/14، الحديث 8412، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

اس حدیث شریف میں کام کی عظمت کے ساتھ ساتھ خلوص سے کام کرنے کی تلقین ہے یعنی کام کرنے والا اپنا کام نہایت دیانتداری سے انجام دے اور سستی سے کام کر کے کام چوری کا مظاہرہ نہ کرے۔

دراصل اسلام یہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص بغیر کسی مجبوری کے کام نہ کر کے معاشرہ پر بوجھ بن جائے ایک خوشحال اور فلاحی معاشرہ تب ہی تشکیل پاسکتا ہے جب ہر فرد محنت کرے اور مفت خوری سے دور رہے۔

گداگری: کام سے جی چُرانا اور مانگے تانگے پر گزارہ کرنے کی ایک صورت بھیک مانگنا بھی ہے ہمارے ملک میں گداگری (فقیری) کا کاروبار زوروں پر ہے بعض لوگ اسے انتہائی مُنظّم کر کے چلا رہے ہیں۔

گداگری (فقیری) مسلم معاشرے میں ایک بد نما داغ کی حیثیت رکھتی ہے اس سلسلہ میں جہاں حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس لعنت کے خاتمہ کے لئے مؤثر اقدامات کرے وہیں عوام کی طرف سے پیشہ ور بھکاریوں کی مکمل حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔

اسلام میں اپنے ہاتھ کی کمائی سے ضروریات پوری کرنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی بڑی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مانگنے اور دستِ سوال دراز (بھیک مانگتے ہوئے ہاتھ کو کھینچ کر لمبا) کرنے سے منع فرمایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے دینے والے کے ہاتھ کو لینے والے کے ہاتھ سے افضل قرار دیا ہے اور کسی مسلمان سے یہ توّقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ بغیر کسی مجبوری کے دستِ سوال دراز کر کے لینے والوں میں خود کو شامل کرے گا۔ بِلاضرورت مانگنے والے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے سخت وعید سنائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے زیادہ بہتر ہے اُوپر والا ہاتھ دینے والے کا اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والے کا ہوتا ہے۔[34]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ یہ بہتر ہے کہ ایک شخص جا کر لکڑیاں اپنی پیٹھ پر لاد کر بیچے اور پھر اس میں سے خرچ کرے اور لوگوں کے سامنے دست دراز (ہاتھ لمبا) کرنے سے بچ جائے اس سے کہ وہ کسی سے کچھ مانگے اور وہ اسے دے یا نہ دے کیونکہ اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اپنے زیر کفالت افراد پر خرچ کرنے میں پہل کر۔[35] (سنن ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب ۳۸)

مفت خوری ایک ایسی عادت ہے کہ اس سے انسانی صلاحیتیں مردہ ہو جاتی ہیں یہ ان کے لئے سُم (زہر) قاتل ہے کیونکہ اس سے تمام اچھے اوصاف رفتہ رفتہ مٹ جاتے ہیں دل مردہ ہو جاتا ہے، شرم و حیاء ختم ہو جاتی ہے اور آدمی اپنے ماحول کے لئے وبالِ جان بن جاتا ہے۔ اس لئے بھیک سے حاصل شُدہ خوراک کو رسول اللہ ﷺ نے دُہکتا ہوا انگارہ قرار دیا ہے جو تمام اوصافِ حمیدہ کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔

---

[34] (شعب الإيمان، باب الزكاة، فصل في الاعتذار، 154/5، الحديث 3229 ، مكتبة الرشد للنشر، الطبعة: الأولى، 1423 هـ 2003 م)

[35] (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الزَّكَاةِ ، بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ، 55/3، الحديث 680 ، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

حضرت حبشی بن جنادۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے بغیر احتیاج اور ضرورت کے سوال کیا گویا وہ دُہکتے ہوئے انگارے کھارہا ہے۔[36] (مسند احمد بن حنبل جلد۴، ۱۶۵)

اسلام صرف اَشَد ضرورت کے آدمی کے لئے کوئی اور چارہ کار نہ رہ گیا ہو مانگنے کی اجازت دیتا ہے بغیر مجبوری اور فَقر وفاقہ کے مانگنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کے سوا اور کسی کے لئے مانگنا جائز نہیں ہے ایک وہ آدمی جو شدید فقر وفاقہ میں مبتلا ہو دوسرا وہ آدمی جو قرض کی وجہ سے ذلیل ہو رہا ہو اور تیسرا وہ شخص جس پر خون بہا دینا لازم ہو۔[37]

(مسند احمد بن حنبل جلد۳، ۱۲۷)

ان ناگزیر حالات کے سوا کسی بھی ایسے شخص کے لئے مانگنا جائز نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی رَبُوبِیّت پر یقین رکھتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنا ہادی اور رہبری تسلیم کرے۔

اِلحَاف کے معنی ہیں کسی سے اسرار کر کے اور لپٹ لپٹ کر مانگنا کہ دوسرا آدمی مانگنے والے کے اصرار سے شرمندہ ہو کر اپنی جان چھڑانے کی خاطر کچھ دے ہی دے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو خوبصورت اور حسین بنایا ہے اور اس کے چہرے پر ایک ایسی رونق اور تابانی رکھ دی کہ جس کے ذریعے وہ دوسری مخلوقات کو اپنا تابع فرمان بنائے ہوئے ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے انسانی چہرے میں ایک طرح کا رُعب بھی رکھ دیا ہے لیکن جب اسی چہرے کو دوسروں کے سامنے ذلیل خوار کرنا شروع کر دیا جائے تو اس کی رونق تازگی اور رُعب ختم ہو جاتا ہے۔ بھیک مانگنے سے چہرے پر لعنت اور پھٹکار برستی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے لوگوں سے سوال کیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے جو اُسے کافی ہو تو قیامت کے دن اس کا چہرہ مانگنے کی وجہ سے خَرَاشْ زدہ (اُکھڑے ہوئے) ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ اسے کتنا کفایت کرے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پچاس درہم یا اُن کی قیمت سونے سے۔[38] (سنن ترمذی، کتاب الزکوۃ باب ۲۲)

---

[36] (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حَدِيثُ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ السَّلُولِيِّ، 52/29، الحديث 17509، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

[37] (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مُسْنَدُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، 296/19، الحديث 12278، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

[38] (سنن الترمذي، كتاب الزكاة، بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الزَّكَاةُ، 33/2، الحديث 650، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

حضرت سَمُرَۃ بن جُنْدُبْ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوال کرنا زخم ہے آدمی اس کے ذریعے اپنے چہرے پر زخم لگاتا ہے اِلَّا یہ کہ آدمی حاکم سے سوال کرے یا ایسی حالت میں کہ جس سے چارہ نہ ہو۔[39] (سنن ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب ۳۸)

مجبوری کی حالت میں مانگنے کی اجازت ہے یا پھر آدمی اپنے سرپرست اور حاکمِ وقت سے سوال کر سکتا ہے کیونکہ حاکمِ وقت بھی ایک طرح سرپرست ہوتا ہے اور اس سے سوال کرنا جائز ہے۔

حرام کمائی کی مَذَمّتْ: حرام کی کمائی نہ صرف خود اپنے لئے روحانی اور مادی طور پر نقصان دہ ہوتی ہے بلکہ اس سے معاشرے میں بھی بُرائیاں جَنَم لیتی ہیں ایک مسلمان کو یہ شایانِ شان نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان اور مومن کہلانے کے ساتھ ساتھ حلال اور حرام میں کوئی تمیز روا نہ رکھے اور جو چیز جہاں سے اور جس طرح سے ملے اسے لے لے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی مال لیتے وقت یہ دیکھے گا کہ آیا وہ حلال میں سے ہے یا حرام میں سے۔[40] (بخاری کتاب البیوع باب ۷)

ایسا وقت یقیناً عذابِ الٰہی کو دعوت دینے والا ہوگا اور اُس وقت خدا کے عذاب سے بچنے کا کوئی چارہ نہ ہوگا۔

حرام مال میں کسی طور بھی برکت نہیں ہوتی اور وہ اکثر حرام جگہ ہی خرچ ہوتا ہے ہم غور نہیں کرتے ورنہ اگر دیکھا جائے تو حرام کمائی باعثِ پریشانی ہی بنتی ہے اس سے آدمی کا سکون و چین ختم اور اطمینانِ قلبی رُخصت ہو جاتا ہے۔ آج کے انسان کو ہر وقت خود ذہنی تُفَکُّرَاتْ (دماغی سوچ کو) بے چین رکھتے ہیں ان کی بنیادی وجہ مال حرام ہوتی ہے اس کے مقابلے میں حلال کمائی میں اللہ تعالیٰ بہت ہی برکت عطا فرماتا ہے۔ حلال کمائی سے اگر آدمی کھائے پیئے اور پہنے تو اس سے اسے روحانی مَسَرَّتْ اور شادمانی (خوشی) حاصل ہوتی ہے۔ اس کی عمر میں برکت ہوتی ہے اور نیکیوں کو بارگاہِ ایزدی میں قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ حلال مال آدمی کو پکا اور سچا مسلمان و مومن بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر کے اسے معاشرے کا ایک اہم اور قیمتی سرمایہ بنا دیتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان مشکوک چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے پس جو شخص ان مُشْتَبَہ چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور آبرو بچا لی اور جو شخص ان مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا جو پڑے گا وہ حرام میں مبتلا ہوگا جیسا کہ چرواہا جو اپنا ریوڑ کھیت کے باڑھ (چار دیواری) کے پار چرائے گا تو اس کی بکریاں کھیت میں چرنے لگیں گی۔ خبردار بلاشبہ ہر بادشاہ کی ایک باڑھ ہوتی ہے اور بلاشبہ اللہ کی باڑھ وہ چیزیں ہیں جو حرام ہیں۔[41]

---

[39]) (سنن الترمذي، كتاب الزكاة، بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ، 56/2، الحديث 681، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

[40]) (صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب من لم يبال من حيث كسب المال، 55/3، الحديث 2059، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

[41]) (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، فضل من استبرأ لدينه، 20/1، الحديث 52، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

خبر دار جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے وہ ٹکڑا دل ہے۔[42]

رِزق حرام کی سزا: حرام کمائی میں نحوست و بے برکتی کے علاوہ دنیا میں طرح طرح کی پریشانیوں اور ذِلتوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ کبھی بیماریاں اور کبھی جھگڑنے اور فسادات ناجائز مقدمات، بیماریوں کے جائز وناجائز اخراجات وغیرہ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَاۤ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَ یَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ [43]

ترجمہ: وہ جو تمہیں مصائب وغیرہ پہنچتے ہیں وہ تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت سی باتوں کو معاف فرماتا ہے۔

اور آخرت کی سزا تو اس سے اور سخت ہے یہ تو وہی جانتے ہیں جو قبور میں ایسی سزائیں بُھگت رہے ہیں (فقیر کی تصنیف "اخبار القبور" تفصیل سے پڑھیئے) یا پھر میدانِ حشر میں سب کو معلوم ہو گا۔

رِزق میں برکت کے وظیفے: مُفَصَّل وظیفے تو فقیر نے رِزق کے وظیفے میں درج کر دیئے ہیں یہاں چند نمونے از احادیث مبارکہ حاضر ہیں۔

(۱) طبرانی اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا لباس پہنائے تو اس کو لازم ہے کہ حمد و ثناء میں زیادتی کرے جس کے گناہوں میں زیادتی ہو تو اِستغفار کرے اور جو تنگدست ہو تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ کا وِرد کرے۔[44]

(۲) احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے استغفار کو اپنا روزمرہ کا ورد بنالیا تو خداوند کریم اس کو ہر تنگی سے چھٹکارا دیتا ہے اور اس کی ہر مصیبت کو دفع کرتا ہے اور ایسے ذرائع سے اس کو رِزق دیتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے۔[45]

پہلی حدیث میں حضور ﷺ نے مسلمانوں کی تین حالتوں کا ذکر کر کے موقع موقع تعلیم فرمائی۔

پہلا وہ شخص ہے جس کو پروردگار عالم نے اپنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور ظاہر و باطن خوشحال کیا ہے لہٰذا اس کو تو اپنے منعم حقیقی کی شکر گزاری اور مدح کی ہدایت کی گئی۔

دوسرا اگرچہ ظاہری ثروت سے بے فکر ہے مگر ارتکابِ معاصی (گناہوں کے ارتکاب) میں اول اول درجہ کا تَمَغَہ (اعزاز) پائے ہوئے ہے اس کے حسبِ حال حکم ہوا کہ اپنے گناہوں کی مغفرت مانگا کرے۔

---

42) (صحيح البخاري. كتاب الإيمان. فضل من استبرأ لدينه. 20/1. الحديث 52 . دار طوق النجاة. الطبعة: الأولى. 1422هـ)

43) الشوري: 30

44) (المعجم الأوسط ، بَابُ الْمِيمِ [ص:179] مَنِ اسْمُهُ: مُحَمَّدٌ. 333/6. الحديث 6555 . دار الحرمين القاهرة)

45) (سنن ابن ماجه. كتاب الأدب. باب الاستغفار. 1254/2. الحديث 3819 . دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي)

تیسرا بیچارہ روٹیوں سے محتاج ہے تو اس کو وہ چیز عطا فرمائی کہ اگر بتوجہ اس پر عمل درآمد کرے تو چند روز میں روٹیوں سے بے فکر اور مالا مال ہو جائے مگر حدیث نمبر دوم سے معلوم ہوا کہ استغفار ایک ایسی بے بہا نعمت ہے کہ جس طرح وہ ایک عاصی کے حق میں ذریعہ حُصولِ مغفرت ہے اسی طرح ایک تنگدست اور مصیبت زدہ کے حق میں ذریعہ حلِ مشکلات (مشکلات کا حل) و ترقی رِزق ہے۔ اس لئے ہر دو قسم کے اَشخاص کے واسطے نعمتِ غیر مترَقَّبَہ (ناامید نعمت کا پانا) ہے۔ اب رہے صیغہائے حمد و ثناء و استغفار۔ سو حمد و ثناء میں سب سے اعلیٰ درجہ کی تسبیح یہ چار کلمات ہیں۔

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ [46]

کیونکہ یہ کلماتِ مذکورا کثر احادیث صحیحہ کے موافق خدا کے نزدیک تمام کلاموں سے افضل اور قاری کے لئے قیامت کے دن محافظ اور باقیاتِ صالحات (نیکیوں کے باقی رہنے) کے ہیں اور استغفار میں معمولی استغفار یہ ہے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

اور اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ

اور اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ o

جن میں سے بعض کے نزدیک آخری تیسرا استغفار سب سے بہتر ہے اور سید الاستغفار کے کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ، وَاَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَکَ بِذَنْبِیْ، فَاغْفِرْلِیْ، فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۔ [47]

ایک اور کتاب میں حضرت شیخ جلال سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع رسالہ ہذا سے منقول ہے کہ فہم علم اور کثرت مال کے لئے ہر روز تین مرتبہ بعد نماز صبح کے یہ استغفار پڑھ لیا کرے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ بَدِیْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا مِنْ جَمِیْعِ جُرْمِیْ اِسْرَافِیْ عَلٰی نَفْسِیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔

اور تحریر ہے کہ یہ عمل مجرب و صحیح ہے اور میرے شیخ المشائخ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہ نے مرقع شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص دو ماہ تک بلاناغہ روزمرہ چار سو بار استغفار ذیل کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو علم نافع یا مال کثیر دیوے اور فرمایا کہ یہ عمل مجرب ہے۔ وہ استغفار یہ ہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ بَدِیْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا مِنْ جَمِیْعِ جُرْمِیْ وَظُلْمِیْ اِسْرَافِیْ عَلٰی نَفْسِیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔

اور یہ جو فرمایا ہے کہ علمِ نافع یا مالِ کثیر دیوے یہ عامل کی نیت پر منحصر ہے۔ اگر طالب علم ہے تو علم ملے گا اور جو طالب مال ہے تو مال ملے گا کیونکہ

---

[46] (صحيح البخاري، كتاب الأيمان والنذور، باب إذا قال: والله لا أتكلم اليوم، فصلى....، 138/8، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

[47] (صحيح البخاري، كِتَابُ الدَّعَوَاتِ، بَابُ أَفْضَلِ الِاسْتِغْفَارِ، 67/8، الحديث 6306، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

(۴)ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سورہ واقعہ سورہ غنا یعنی دولت مندی کی سورۃ ہے اس کو خود بھی پڑھو اور اپنی اولاد کو بھی سکھاؤ۔[49]

فائدہ: واضح ہوا کہ اس سورۃ میں دربارِ حُصول غنا و تونگری (مال وزر کے حصول کا دربار) اور دفعِ فقر و فاقہ (محتاجی کے دفع) کے عجیب اثر ہے اور اس کی تلاوت کے معین طریقے جو بزرگانِ دین سے منقول ہیں بہت سے ہیں۔ یہاں مِنْجُمْلَۂ ان قواعد کے چند قاعدے جو آسان اور بزرگانِ دین کے مجرب ہیں تحریر کرتا ہوں تاکہ میرے دینی بھائی اس میں سے کسی کو عمل میں لا کر اپنے پیارے نبی ﷺ کے سچے ارشاد کے موافق فقر و فاقہ (تنگدستی) سے نجات حاصل کر کے غنی اور مالدار ہو جائیں۔

طریقہ اول: ہر روز بلاناغہ بطریقِ مداومت (ہمیشگی کے طریقے کے ساتھ) بعد نماز مغرب کے سورۃ واقعہ شریف کو ایک بار تلاوت کر لیا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ فقر و فاقہ (تنگدستی) سے محفوظ رہے گا۔

دوسرا طریقہ: جو راقم اور اکثر احباب کا مُجَرَّب ہے یہ ہے کہ شروع چاند میں جمعرات کو بعد نمازِ مغرب کے سو بار یا اکیس یا گیارہ بار درود شریف پڑھ کر چھ مرتبہ سورہ واقعہ کی تلاوت کرے بعدِ ختم بدستور درود شریف پڑھ کے کھڑا ہو جائے۔ دوسرے روز بدستور بعد نمازِ مغرب کے پانچ بار پڑھے اسی طرح دوسری جمعرات تک پانچ بار روزانہ پڑھتا رہے۔ جب دوسری جمعرات آئے تو سورۃ شریف کو پانچ بار پڑھ کر درود کو ختم کرے اور اول جمعرات سے اس وقت تک سورۃ شریف کی تلاوت کا ثواب اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی نذر کرے۔ اس سے فارغ ہو کر اسی وقت پھر بدستور درود شریف کے بعد چھ بار سورۃ شریف کی تلاوت کرے اور بعد روزمرہ بدستور تیسری جمعرات تک پانچ بار روزانہ پڑھتا رہے تیسری جمعرات کو پانچ بار پڑھ کر اس دوسرے ہفتہ کی تلاوت کا ثواب ہدیہ روحِ رسول اللہ ﷺ کر کے پھر اسی وقت از سرنو چھ بار سورۃ شریف کی تلاوت کرے اور بعدہ بدستور پانچ بار روزانہ چوتھی جمعرات تک پڑھتا رہے۔ چوتھی جمعرات کو سورۃ شریف کو پانچ بار تلاوت کر کے اس تیسرے ہفتہ کی تلاوت کا ثواب جمیع ارواحِ مومنین اور مومنات کو ہدیہ کرے۔ پس عمل تمام ہوا اس کے بعد دوسرے روز سے برابر ہمیشہ سورۃ شریف کو ایک بار روزانہ بعد نمازِ مغرب کے پڑھتا رہا ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی فقر و فاقہ (تنگدستی) کی مصیبت میں مبتلا نہ ہو گا اور ہمیشہ دنیا میں فارغ البالی اور خوشحالی سے بسر کرے گا۔

تیسرا طریقہ: اس لئے ہے کہ جب کوئی ضرورت شدید متعلق کشائشِ اُمورِ دنیوی (دنیاوی امور میں خوشحالی) کے پیش آوے تو غسل کر کے اور کپڑے پاکیزہ پہن کر ایک جلسہ میں نہایت خضوع و خشوع سے اس سورت کو اکتالیس بار تلاوت کرے ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد وہ شدت دفع ہو گی۔ خصوصاً جب کہ وہ شدت متعلق رزق کے ہو۔

---

[48] (صحيح البخاري، بَابُ بَدْءِ الوَحْيِ، كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ، 6/1، الحديث 1، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

[49] (الدر المنثور، سورت الْوَاقِعَةُ تحت آیت 1، 3/8، الناشر: دار الفكر بيروت)

یہ جس قدر لکھا گیا اس کا اثر تجربہ سے معلوم ہوگا۔ حل مشکلات کے لئے از بس مفید ہے مگر اَبْنَائے قوم(اہلِ قوم) کی توجہ درکار ہے۔ مسلمانوں کی اَبْتَرِیْ(بد نظمی) کی یہی خاص وجہ ہے کہ وہ اپنے اصلی معالجوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

فائدہ: ابن مرویہ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے اسی لئے کھول کر فرمادیا ہے کہ اپنی اولاد کو بھی سکھاؤ تاکہ تعلیم کا سلسلہ چلتا رہے اور اس کی برکات قائم رہیں۔ [50]

(۵) طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا تو وہ اُٹھ کر (مقام) کعبہ میں آئے اور دو رکعت نماز پڑھ کر بالہام ایزدی (رب کے الہام کرنے سے) اس دُعاء کو پڑھا پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے آدم! میں نے تیری توبہ قبول کی اور تیرا گناہ معاف کیا اور تیرے علاوہ جو کوئی مجھ سے بذریعہ اس دُعاء کے دُعاء کرے گا تو میں اس کے بھی گناہ معاف کروں گا اور اس کی مہم کو فتح کروں گا اور شیاطین کو اس سے روکوں گا اور دنیا اس کے دروازہ پر ناک گھِستی چلی آئے گی اگرچہ وہ اس کو نہ دیکھ سکے اور حدیث کی شاہد ایک اور حدیث بھی ہے جس کو بیہقی نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ دعائے مذکور یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِي وَتَعْلَمُ حَاجَتِي فَأَعْطِنِي سُؤَالِي، وَتَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ إِيْمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِي وَيَقِيْناً صَادِقًا حَتیّٰ أَعْلَمَ أَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِي إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِي وَرِضًا مِنْکَ بِمَا قَسَمْتَ لِي۔ [51]

فائدہ: یہ مبارک دُعاء جس کے سبب سے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی خطا معاف ہوئی ضرور قابل عمل ہے کیونکہ محنت کچھ بھی نہیں اور فوائد نہایت اعلیٰ درجہ کے اس سے آسان اور کیا ترکیب ہوگی۔

(۶) ابو نعیم اور خطیب بروایت مالک اور دیلمی مسند الفردوس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے روزمرہ سو دفعہ کلمہ لا اله الا الله الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ کو اپنا وِردبنالیا تو دنیا میں بحالتِ زندگی اس کو محتاجی سے امن ملے گا اور (بعد مرگ) وحشت قبر سے دل نہ گھبرائے گا۔ [52]

فائدہ: دنیا کی شدت اور فقر کو تو جانے دو مگر تھوڑی دیر کے واسطے ذرا قبر جیسی ڈراؤنی خواب گاہ کا خیال کرو کہ جس میں تم ایک دن بیکسی اور بے بسی کی حالت میں سُلا دیئے جاؤ گے اور چاروں طرف سے وِحشت و پریشانی تم کو گھیر لے گی کوئی آس ہوگا نہ پاس۔ تم ہوگے اور تمہارے اعمال اور قبر کا کونہ تو کیا ایسے ڈھنڈار (ویران وخالی) گھر اور ایسی پُر وحشت جگہ کے مصائب سے بچنے کے لئے اس سے زیادہ آسان کوئی اور عمل ہو سکتا ہے اور اس میں بھی صرف یہی فائدہ نہیں بلکہ دنیا کے نقد مال کا بھی۔ لیکن اس پر بھی اگر تمہاری کم ہمتی تم کو کچھ نہ کرنے دے تو تمہاری قسمت۔

---

[50] (الدر المنثور، سورت الْوَاقِعَةُ تحت آیت 3/8.1، الناشر: دار الفکر بیروت)

[51] (المعجم الأوسط، بَابُ مَنِ اسْمُهُ: مُحَمَّدٌ، 117/6، الحدیث 5974، دار الحرمین القاهرة)

[52] (حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، سَالِمٌ الْخَوَّاصُ وَمِنْهُمْ سَالِمُ بْنُ مَيْمُونٍ الْخَوَّاصُ، 280/8، دار الكتاب العربي بيروت)

ایک اور طریقہ دنیوی فائدہ کے لئے جو نہایت مجرب اور بزرگان دین سے منقول ہے وہ یہ ہے کہ کلمہ مذکور یعنی لاالہ الا اللہ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ کو عقیق کے نگینہ پر کندہ کر کے نگینہ کو انگشتری نقرہ (انگوٹھی کے پتھر رکھنے کی جگہ) میں نَصَب کرا کے داہنے ہاتھ کی انگلی میں پہن لے ان شاء اللہ تعالیٰ جب تک ہاتھ میں رہے گی کبھی ہاتھ روپے سے خالی نہ رہے گا اور اگر اس کے ساتھ وِرد بھی رکھے تو پھر کیا کہنا نورٌ علیٰ نورٍ۔

(۷) طبرانی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت سید العرب ﷺ نے کہ جو شخص قل ھوا اللہ احد آخر تک پڑھ کر گھر میں داخل ہوگا تو فقر اس کے اور اس کے پڑوسیوں کے گھر سے دور ہو جائے گا۔[53]

فائدہ: واضح ہو کر سورہ (اخلاص) قل ھوا اللہ احد کے فضائل میں بہت سی احادیث صحاح اور دیگر کُتبِ حدیث میں وارد ہیں۔ سب سے بڑی فضیلت اس سورۃ شریف کی یہ ہے کہ یہ سورۃ تہائی قرآن مجید کے برابر ہے۔ گویا جس شخص نے تین بار اس سورۃ شریف کو تلاوت کیا تو گویا اس نے پورا قرآن مجید پڑھ لیا۔[54]

دوئم یہ کہ اس کا قاری اکثر احادیث صحیح کے موافق مبشر بہ جنت (جنت کی خوشخبری والا) ہے۔ مشائخین میں کشائشِ اُمور دینی و دنیاوی (دینی و دنیاوی امور میں خوشحالی) کے واسطے اس سورۃ شریف کے پڑھنے کے بہت سے طریقے معمول ہیں۔ ان میں سے ایک طریقہ جو آسان اور نہایت مستند ہے اس جگہ تحریر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جب انسان کسی بلا میں مبتلا ہو یا کوئی حاجت پیش آوے تو دفعِ بلا اور حُصولِ حاجت کے واسطے مغرب و عشاء کے درمیان میں اس سورۃ شریف کو روز مرہ ایک ہزار ایک بار تلاوت کر کے اپنے مطلب کی دُعاء کیا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ چند روز میں اس کی مراد حاصل ہوگی۔

(۸) احمد بڑی پکی سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اگر میں اپنے دن کا تمام وقت آپ کے درود میں صرف کروں (تو مجھے کیا ملے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس حالت میں اللہ تعالیٰ تیرے تمام دینی اور دنیاوی حاجات پوری کرے گا۔[55]

فائدہ: واضح ہوا کہ یہ حدیث درود شریف کے فضائل کے متعلق ہے۔ فضائل درود میں اگرچہ بہت احادیث وارد ہیں مگر شیخ علیہ الرحمۃ نے صرف ایک حدیث پر کہ کشائش اُمور دنیوی (دنیاوی امور میں خوشحالی) کے متعلق وارد ہوئی ہے اِکتفا کیا ہے۔ اب رہے صیغہائے درود ان میں افضل صیغہ وہ ہے جو التحیات (تشہد) کے بعد ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے دیگر صدہا قسمیں ہیں جو کُتبِ احادیث اور معمولاتِ بزرگانِ دین میں منقول ہے۔ اگرچہ درود کی ہر قسم مطلب براری کے لئے کافی ہے مگر اس جگہ چند صیغے جو خصوصیت کے ساتھ دنیوی کشائش (دنیاوی امور میں خوشحالی) کے واسطے بزرگانِ دین سے منقول ہیں تحریر کئے جاتے ہیں۔

---

53) (المعجم الكبير ، أَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَدِّهِ.340/2.الحيث 2419 .ر.مكتبة ابن تيمية القاهرة

54) (المعجم الكبير ، مِنْ مَنَاقِبِ ابْنِ مَسْعُودٍ ،.136/9.الحيث 8669 .ر.مكتبة ابن تيمية القاهرة)

55) (سنن الترمذي، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ.218/4.الحديث 2457 ، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر .الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

(۱)مِنْجُمْلَہْ اقسام ہائے موصوف کے صلوٰۃ تنجینا ہے جو حل مشکلات اور دفع بلیات کے واسطے نہایت مُجَرَّبْ ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ روزمرہ بعد نمازِ عشاء کے ایک ہزار بار اگر نہ ہو سکے تو تین سو تیرہ بار اگر اس قدر بھی نہ ہو سکے تو ستر بار پڑھ لیا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ کسی حاجت میں درماندہ (بے بس) نہ ہوگا۔

صلوٰۃ تنجینا یہ ہے:

اللھم صل علی سیدنا محمد و علیٰ ال سیدنا محمد صلوٰۃ تنجینا بھا من جمیع الاھوال والافات وتقضی لنا بھا جمیع الحاجات وتطھرنا بھا من جمیع السیات ترفعنا بھا عندک اعلی الدرجات وتبلغنا بھا اقصیٰ الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوت وبعد الممات انک علیٰ کل شیءٍ قدیر

دوم درود مختصر جو اکثر لوگوں کا معمول ہے کہ یہ ہر روز گیارہ سو بار ورنہ جس قدر ہو سکے ورد کرے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام حاجات پوری ہوں گی وہ یہ ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

غرضیکہ درود شریف ایک ایسی بے بہا نعمت ہے جو ہماری دینی و دنیاوی مہلت میں ہی کارآمد نہیں بلکہ اس کا وِرد سنتِ الٰہی ہے یعنی خود خدا درود پڑھتا ہے۔ اسی لئے کلام پاک میں ہم پر درود پڑھنا واجب کیا گیا ہے۔

(۹) طبرانی نے اوسط میں بسند حسن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِکَ عَلَیَّ عِنْدَ کِبَرِ سِنِّیْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِیْ [56]

یعنی اے پروردگار میرے بڑھاپے اور آخری وقت میں اپنے رزق کو مجھ پر فراخ کر دیجیو۔

فائدہ: سچ ہے کہ انسان کو وسعتِ رزق کی زیادہ ضرورت بڑھاپے میں ہے جو لوگ بڑھاپے کی ناگفتہ بہ حالت سے واقف ہیں ان کو چاہیے کہ دُعا اور محنت کے ذریعہ سے اپنے بڑھاپے کے وقت کے لئے سامان مہیا کر لیں۔

مزید وظائف و اوراد فقیر کے رسالہ "وسعتِ رزق کے وظیفے" میں پڑھئے۔

هذا رقم آخر ما رقمه قلم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ

[56] (المعجم الأوسط ، بَابُ الْمِیمِ مَنِ اسْمُہُ: سعید ،62/4 ،الحدیث 3611 ، دار الحرمین القاھرۃ)